جلد ۲۹ | ۲۰ احسان ۱۳۲۰ ہش | ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ | ۲۰ جون ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۳۷

حفاظتِ اسلام کا جذبہ مسلمانوں میں کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟

اخبار "احسان" (۱۵-جون) اس بات کا شکوہ کرتا ہوا۔ کہ مسلمان اسلام کی حفاظت کا انحصار غیر مسلموں پر رکھتے ہیں۔ لکھتا ہے:-

"جاپان میں ایک مسجد کی تعمیر خوش فہم مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ کہ جاپان اسلام کا محافظ ہے۔ اور ہندوستان میں تو اس قسم کے بے شمار مسلمان مل جائیں گے جو فخریہ کہتے ہیں۔ کہ انگریز اسلام کا محافظ ہے"

"مولوی عبید اللہ سندھی نے کعبا کونم میں جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ جس قسم کے تجربات کا میں مالک ہوں۔ مجھے بوڑھے کو سمجھا دیا ہوں کہ کیوں ہند میں اسلام کی حفاظت کے لئے انڈین نیشنل کانگرس کے سوا اور سب راستے بند ہو چکے ہیں" انا للہ وانا الیہ راجعون مولانا کو حفاظت اسلام کی تمام راہیں بند دکھائی دیتی ہیں۔ کھلی راہ ہے تو وہ انڈین نیشنل کانگرس میں داخلہ کی یعنی بہر حال مسلمان آج حفاظت اسلام کے لئے ان کی نظر میں بھی غیر کا محتاج ہے۔ ایک آواز آتی ہے۔ مسولینی محافظِ اسلام ہے دوسری آواز آتی ہے۔ انگریز محافظِ اسلام ہے اور جو کسر تھی۔ وہ یہاں پوری ہو جاتی ہے کہ نیشنل کانگرس محافظ اسلام ہے"

اس قسم کے خیالات مسلمانوں کے دلوں میں کیوں پیدا ہو گئے ہیں۔ بالفاظ "احسان" اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ "مسلمان اپنے مذہب اور مذہبی شعائر کی حفاظت کا اعتماد کھو چکا ہے" "مسلمانوں کی مرکزی قوت نہیں ہے ان کا اقتدار جہاں کہیں بھی ہے غیبی سیاست کے دباؤ میں ہے۔ اور حالت بالکل ایسی ہی ہے۔ کہ مسلمان طاقتیں بھی اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے قابل نہیں۔ اس لئے وہ دوسروں کا منہ تکتی ہیں"

جب مسلمان کیا حکمران اور کیا محکوم اس درجہ حفاظت اسلام کے متعلق نااہل اور ناقابل ثابت ہو چکے ہیں۔ تو پھر یہ کہنے کے کیا معنی کہ "اسلام کی حفاظت کا فرض مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ آئین اسلام کا احترام اور قانون اسلام کی پاسداری مسلمانوں کا کام ہے" اور یہ کہ "مسلمانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ کہ اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت ان کا کام ہے"

یہ کون سمجھائے۔ اور کسے سمجھائے۔ کیا ان مسلمانوں کو جو یہ کہتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔ کہ "کوئی غیر مسلم اسلام کی حفاظت کا حق ادا کر سکتا ہے" اور "اسلام کا محافظ ہو سکتا ہے" اور کیا ان کی سمجھ میں یہ بات آ سکتی ہے۔ کہ اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت ان کا کام ہے۔ پھر کیا وہ علماء سمجھائیں گے۔ اور اس پر عمل کریں گے۔ اور کرائیں گے جنہیں انڈین نیشنل کانگرس کے سوا اسلام کی حفاظت کی تمام راہیں بند نظر آتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حفاظت اسلام کا پاکیزہ جذبہ جس سے موجودہ زمانہ کے مسلمان یکسر محروم ہو چکے ہیں۔ اور نہ صرف محروم ہو چکے ہیں۔ بلکہ اس درجہ گر چکے ہیں۔ کہ حفاظتِ اسلام کی امید غیر مسلموں بلکہ اسلام کے دشمنوں سے لگائے بیٹھے ہیں۔ نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی میں پیدا ہو سکتا ہے جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی اس کے لئے مامور نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کا حقیقی محافظ خدا تعالےٰ ہی ہے۔ اور وہی اس کی حفاظت کے حقیقی سامان پیدا کر سکتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اتنی صاف اور واضح بات مسلمانوں کے ذہن میں کیوں نہیں آتی۔ اور وہ کیوں اسلام کی حفاظت کے اس سامان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں کیا ہے۔ اور جس کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

معاصر "احسان" نے لکھا ہے "ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت و حفاظت کے بڑے بڑے دعویدار موجود ہیں۔ کیا وہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے اور مسلمانوں کو اس پست خیال سے نکالنے کے لئے اس موقعہ پر اپنے فرض کا احساس کریں گے۔ لیکن کسی بات کا دعویٰ کرنا بالکل الگ چیز ہے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنا بالکل الگ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اور حفاظت کرنے کا دعویٰ رکھنے والے پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو اپنے عمل سے اس کا ثبوت بھی پیش کر سکے۔ سوائے جماعت احمدیہ کے۔ جماعت احمدیہ کو چھوڑ کر دوسرے دعویداروں سے ذرا دریافت تو کیجئے۔ کہ حفاظتِ اسلام کے لئے وہ کیا کر رہے ہیں غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور دوسرے ممالک میں اشاعت اسلام کا انتظام کرنا تو الگ رہا۔ خود ہندوستان میں مسلمان کہلانے والوں کو اسلام سے واقف کرنے کے لئے بھی جو کچھ کر رہے ہیں وہ ظاہر ہے کہ ان مسلمانوں کو اتنا بھی پتہ نہیں۔ کہ اسلام کا محافظ کون ہے؟

ان کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ ہی ساری دنیا میں ایک ایسی جماعت ہے۔ جو اسلام کا محافظ خدا تعالیٰ کو قرار دیتی۔ اور یہ یقین رکھتی ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں اس لئے مبعوث کیا۔ کہ آپ مسلمانوں میں نہ صرف حفاظت بلکہ اشاعت اسلام کا بھی جذبہ پیدا کریں۔ چنانچہ لاکھوں انسانوں میں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ یہ جذبہ موجود ہے۔

اور وہ اس کے لئے بے مثال جانی اور مالی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ عمل اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حفاظت اسلام کا جذبہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور یہی ذریعہ ہے جس سے مسلمان کہلانے والے اس پست خیال سے نکل سکتے ہیں۔ کہ اسلام کے محافظ غیر مسلم ہیں۔ لیکن جن لوگوں کی سمجھ میں اتنی موٹی بات بھی نہ آسکے ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے جو کہ خود "احسان" نے کہا ہے۔ اور جو یہ ہے کہ "دنیا میں مصیبتیں بھی آتی ہیں۔ آفتیں بھی آتی ہیں۔ لیکن کیا کوئی قوم اس طرح اپنے حواس کھو بیٹھتی ہے۔ اور اس حد تک دوسروں کا سہارا ڈھونڈھنے لگتی ہے کہ اس کے ملی اور مذہبی مفاد کی حفاظت بھی دوسرے ہی کریں تو کریں۔"

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸ احسان ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو کان اور سر میں درد کی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

آج شام ہائی سکول کے سابق مالی محمد دین صاحب مرحوم کی بیوہ نے اپنے لڑکے کے ولیمہ کی دعوت دی۔ جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دیگر بعض اصحاب تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر عطاء اللہ خان صاحب انڈین ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی کا لڑکا انعام اللہ جو کل لاہور میں بعمر ۱½ سال فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاش قادیان لا کر دفن کی گئی۔ دعا ہے نعم البدل کی جائے۔

بیرون ہند کی احمدی جماعتیں ۳۱ جولائی تک اپنے وعدے پورے کریں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ تحریک جدید سال ہفتم کے وعدوں کے بارے میں فرما چکے ہیں۔ کہ بیرون ہند کے ہندوستانی احباب اس ملک کے باشندوں میں شامل ہیں۔ اور ان کے وعدوں کا وقت ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء تک ہے۔ بیرون ہند کی ایسی جماعتیں اور احباب نہایت اخلاص سے اپنے وعدے پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ (۱) مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سیرالیون مغربی افریقہ نے اپنی جماعت کا سال ہفتم کا چندہ ۱۲۲ روپے نقد ارسال کئے ہیں۔ (۲) مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین نے دوسری فہرست ۱۸/ ۲۸ پونڈ کی حضور کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ چونکہ مولوی صاحب کی ارسال کردہ پہلی فہرست دفتر میں نہیں پہنچی۔ اس لئے فہرست اول دوبارہ ارسال کریں۔ (۳) امریکہ کی جماعتوں کی نسبت اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں کے احباب تحریک جدید کے لئے شاندار قربانیاں کر رہے ہیں۔ گذشتہ سال امریکہ سے وعدوں کے ساتھ ہی روپیہ مل رہا ہے۔ امسال بھی بفضل خدا امید ہے۔ کہ وعدوں کے ساتھ روپیہ حضور کی خدمت میں پیش ہوتا رہیگا۔

بیرون ہند کی وہ جماعتیں اور افراد یاد رکھیں کہ ۳۱ جولائی تک انہیں اپنے وعدے پورے کر دینے چاہئیں۔ تاکہ وہ السابقون میں شامل ہو سکیں۔ چونکہ بیرون ہند کی ڈاک دیر سے مل رہی ہے۔ اس لئے احباب کے لئے بجائے ۳۰ جون کے ۳۱ جولائی کو وعدے پورے کرنے کی مہلت دی گئی ہے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیعت کے بعد اطاعت کا کامل نمونہ دکھاؤ

"بیعت کرنا صرف زبانی اقرار ہی نہیں۔ بلکہ یہ تو بالکل اپنے آپ کو فروخت کر دینا ہے۔ خواہ ذلت ہو خواہ نقصان ہو۔ خواہ کچھ ہو کسی کی پروا نہ کی جائے۔ مگر اب کس قدر ہیں جو کہ اس طرح اقرار کو پورا کرتے ہیں۔ بلکہ بیعت میں داخل ہو کر خدا کو آزمانا چاہتے ہیں اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ اب ہمیں مطلق کسی قسم کی تکلیف نہ ہونی چاہیئے۔ اور ایک امن کی زندگی بسر ہو کبھی کا بیل مر جاتا ہے۔ تو وہ شکایت کرتا ہے۔ کہ ہم تو مرید تھے ہمارا بیل کیوں مرا۔ حالانکہ انبیاء اور قطبوں پر مصائب آئے۔ مگر یہ ہر ایک قسم کی مصیبت سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ بیعت کیا ہوئی گویا خدا کو رشوت ہوئی۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ پھر یہ لوگ بلاؤں سے کیسے نجات پا سکتے ہیں۔ ہر ایک بیعت کرنے والے کو چاہیئے کہ سرمایۂ آخرت حاصل کرے۔" (البدر ۲۶ جون ۱۹۰۳ء)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

اندرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب ۳۱ مئی سے ۷ جون ۱۹۴۱ء تک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:

۱۷۵۴۔ محمد صادق صاحب گورداسپور
۱۷۵۵۔ محمد حسین صاحب ″
۱۷۵۶۔ فتح محمد صاحب ″
۱۷۵۷۔ بشیر صاحب ″
۱۷۵۸۔ ڈاکٹر قدرت اللہ صاحب سکندرآباد دکن
۱۷۵۹۔ حاکم بی بی صاحبہ گجرات
۱۷۶۰۔ میراں بخش صاحب گورداسپور
۱۷۶۱۔ مسماۃ مالاں صاحبہ ″
۱۷۶۲۔ مہتاب بی بی صاحبہ ″
۱۷۶۳۔ جان محمد صاحب ″
۱۷۶۴۔ فضل بی بی صاحبہ ″
۱۷۶۵۔ اقبال محمد صاحب ″
۱۷۶۶۔ غلام نبی صاحب ″
۱۷۶۷۔ خورشید بیگم صاحبہ ″
۱۷۶۸۔ شریفاں صاحبہ ″
۱۷۶۹۔ عبدالغنی صاحب ″
۱۷۷۰۔ عمر بخش صاحب ″
۱۷۷۱۔ قائم دین صاحب ″
۱۷۷۲۔ محمد بخش صاحب ″
۱۷۷۳۔ علی محمد صاحب ″
۱۷۷۴۔ برکت صاحب گورداسپور
۱۷۷۵۔ عالم بی بی صاحبہ ″
۱۷۷۶۔ علی احمد صاحب ″
۱۷۷۷۔ حمیدہ صاحبہ ″
۱۷۷۸۔ شکرہ صاحبہ ″
۱۷۷۹۔ علی محمد صاحب ″
۱۷۸۰۔ غلام فاطمہ صاحبہ ″
۱۷۸۱۔ فتح الدین صاحب ″
۱۷۸۲۔ مراد علی صاحب ″
۱۷۸۳۔ بشیر احمد صاحب لاہور
۱۷۸۴۔ نیاز محمد صاحب امرتسر
۱۷۸۵۔ نواب الدین صاحب منٹگمری
۱۷۸۶۔ عبدالکریم صاحب حیدرآباد دکن
۱۷۸۷۔ مشتاق احمد صاحب گوجرانوالہ
۱۷۸۸۔ غلام نبی صاحب لائلپور
۱۷۸۹۔ محمد علی صاحب لاہور
۱۷۹۰۔ حاجی محمد صاحب تھرپارکر
۱۷۹۱۔ حافظ سراج الدین صاحب بھیرہ
۱۷۹۲۔ عبدالحمید صاحب کوئٹہ
۱۷۹۳۔ امداد خان صاحب گورداسپور
۱۷۹۴۔ خوشی محمد صاحب ″
۱۷۹۵۔ سردار بیگم صاحبہ زوجہ خوشی محمد صاحب ″
۱۷۹۶۔ بوٹا خان صاحب ″
۱۷۹۷۔ شیر محمد صاحب ″
۱۷۹۸۔ محمد صدیق صاحب ″
۱۷۹۹۔ محمد شریف صاحب ″
۱۸۰۰۔ دین محمد صاحب ″
۱۸۰۱۔ رکھی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب ″
۱۸۰۲۔ فتح الدین صاحب ″
۱۸۰۳۔ سردار صاحب ″
۱۸۰۴۔ صدیق صاحب ″
۱۸۰۵۔ رشیدہ صاحبہ ″
۱۸۰۶۔ تاج بیگم صاحبہ پشاور
۱۸۰۷۔ عبدالحق صاحب سیالکوٹ
۱۸۰۸۔ Tinnivelly S.M.M. Mohideen S. India.
۱۸۰۹۔ دیوان علی صاحب گجرات
۱۸۱۰۔ راجہ جان محمد صاحب ″

تاریخ اسلام

حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے لشکروں میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

گزشتہ مضمون میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب لشکر سمیت بصرہ کی طرف بڑھنا چاہا۔ تو آپ نے یہ اعلان فرما دیا۔ کہ جو لوگ محاصرۂ عثمان میں شریک تھے۔ وُہ ہم سے الگ ہو جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کے لشکر میں ایسے لوگوں کی تعداد دو اڑھائی ہزار کے قریب تھی۔ اور ان میں سے بعض بہت چالاک تھے۔ عبداللہ بن سبا جو تمام فتنہ کا نقطۂ مرکزی تھا۔ اس نے بعض بڑے بڑے لوگوں کو ایک مجلس میں مدعو کیا۔ اور کہا۔ کہ اب تک تو طلحہؓ و زبیرؓ ہی خونِ عثمانؓ کا قصاص لینے کے خواہش مند تھے۔ لیکن اب تو امیر المومنین بھی ان کے ہم خیال بن گئے ہیں۔ اور ہمیں جُدا ہونے کا حکم مل چکا ہے۔ اگر ان کی آپس میں صلح ہو گئی۔ تو یہ سب متفق ہو کر ہم سے قصاص لیں گے اور یقیناً یہ ہمارے خون پر ہی صلح کریں گے اس لئے اب کوئی مناسب تجویز سوچنی چاہیئے۔ اس پر ایک شخص نے یہ رائے دی۔ کہ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر اور حضرت علی تینوں کو شہید کر دینا چاہیئے۔ مگر عبداللہ بن سبا نے کہا۔ کہ یہ درست نہیں۔ وجہ یہ کہ ہماری تعداد بہت کم ہے اور حضرت علی کے ہمراہ اس وقت بیس ہزار کا لشکر ہے۔ اسی طرح بصرہ میں طلحہؓ اور زبیرؓ کے ہمراہ بھی تیس ہزار سے کم فوج نہیں۔ پس اتنی فوج کی موجودگی میں اس مقصد کا حاصل کرنا سخت دشوار ہے۔

ایک اور شخص سالم بن ثعلبہ نے کہا ہمیں صلح ہو جانے تک کہیں دُور چلے جانا چاہیئے۔ عبداللہ بن سبا نے کہا کہ یہ رائے بھی غیر مفید ہے۔ آخر جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تو سب نے عبداللہ بن سبا سے کہا۔ کہ آپ ہی کوئی تجویز بتائیں۔ اُس نے کہا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم سب حضرت علی رضؓ کے لشکر میں ملے جُلے رہیں۔ اور ان سے الگ نہ ہوں۔ اور اگر بالفرض وُہ ہمیں نکال بھی دیں۔ تو بھی ان کے لشکر کے قریب ہی رہیں زیادہ فاصلہ اختیار نہ کریں۔ اور کہدیں کہ ہم اس لئے آپ سے قریب رہنا چاہتے ہیں۔ کہ مبادا صلح نہ ہو۔ اور لڑائی چھڑ جائے۔ تو ہم بروقت شریک جنگ ہو کر آپ کی مدد کر سکیں۔ جب ہم اس طرح لشکر میں شریک ہو جائیں۔ یا کم سے کم لشکر کے قریب رہ سکیں۔ تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جانبین میں کسی طرح لڑائی چھڑ جائے۔ اور صلح نہ ہونے پائے۔ جب دونوں فریق آپس میں لڑ پڑیں گے۔ تو ہمارے لئے کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔ عبداللہ بن سبا کی اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اور آخر اسی پر فیصلہ ہو گیا۔

دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ باغیوں کا وُہ گروہ جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اس کا ایک حصہ تو شریک لشکر رہا اور دُوسرا حصہ الگ ہو کر لشکر کے قریب قریب رہنے لگا۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں حضرت علی خیمہ زن ہوئے اور دوسری طرف سے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر مع لشکر اسی میدان میں آگئے تین دن تک دونوں طرف خاموشی رہی حضرت زبیر کے بعض ساتھیوں نے انہیں کہا۔ کہ ہمیں لڑائی شروع کر دینی چاہیئے۔ مگر انہوں نے فرمایا۔ کہ قعقاع بن عمرو کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے۔ ہمیں اس کے نتیجہ کا انتظار کرنا چاہیئے صلح کی گفتگو کے دوران میں حملہ کرنا جائز نہیں۔ حضرت علی رضؓ پر بھی بعض لوگوں نے جنگ کے لئے زور دیا۔ تو آپ نے یہی جواب دیا۔ ایک دن ایک شخص حضرت علی رضؓ کے پاس آکر کہنے لگا۔ آپ بصرہ کی طرف کیوں تشریف لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت کرانے کے لئے اُس نے کہا اگر بصرہ والے صلح پر مائل نہ ہوں۔ تو آپ کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اس نے کہا آپ تو اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں گے لیکن اگر آپ کو انہوں نے نہ چھوڑا۔ تو آپ کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پھر مدافعت کریں گے۔ اس کے بعد حضرت علی رضؓ نے دو آدمیوں کو حضرت طلحہ رضؓ و حضرت زبیر کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر آپ اس اقرار پر جس کی قعقاع بن عمرو نے اطلاع دی ہے۔ قائم ہیں۔ تو لڑائی سے رُکے رہیں۔ جب تک کہ کوئی آخری بات طے نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ آپ مطمئن رہیں۔ ہم اپنے اقرار پر پوری طرح قائم ہیں۔ آخر ایک دن حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اپنے لشکر سے نکل کر میدان میں آئے۔ ان دونوں کو میدان میں دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر سے نکلے۔ اور اس قدر قریب پہونچ گئے۔ کہ گھوڑوں کے مونہہ آپس میں مل گئے۔ اس وقت حضرت علی نے حضرت طلحہ رضؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم نے میرے خلاف یہ لشکر فراہم کیا ہے۔ کیا تم خدا تعالےٰ کے حضور کوئی عذر پیش کر سکتے ہو کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں۔ اور کیا تم پر میرا اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں اور اے طلحہ رضؓ۔ کیا تم نے میری بیعت نہیں کی تھی۔ حضرت طلحہ رضؓ نے جواب دیا۔ ہاں میں نے بیعت تو کی تھی۔ مگر میری گردن پر تلوار تھی۔ یعنی میں نے مجبوراً بیعت کی تھی اور یہ بیعت قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کے ساتھ مشروط تھی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت زبیر رضؓ سے فرمایا۔ کہ کیا تم کو وُہ دن یاد ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا۔ کہ تم ایک شخص سے لڑو گے اور تم اس پر ظلم کرنے والے ہو گے۔ حضرت زبیر نے فرمایا۔ ہاں مجھ کو یہ بات یاد آگئی ہے۔ لیکن آپ نے میری روانگی سے پہلے یہ بات مجھے کیوں نہ یاد دلائی۔ تاکہ میں مدینہ سے روانہ ہی نہ ہوتا۔ اور اب خدا کی قسم میں آپ سے ہرگز نہیں لڑوں گا۔ اس گفتگو کے بعد وُہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور ان سے عرض کیا۔ کہ آج مجھے حضرت علی نے ایک ایسی بات یاد دلائی ہے۔ کہ میں ان سے کسی حالت میں بھی لڑنا پسند نہیں کر سکتا۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ میں سب کچھ چھوڑ کر واپس چلا جاؤں۔ ابھی حضرت عائشہ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کہ عبداللہ بن زبیر کہنے لگے معلوم ہوتا ہے۔ آپ حضرت علی کے لشکر کو دیکھ کر ڈر گئے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت زبیر اسی وقت اُٹھے۔ اور تنہا ہتھیار لگا کر حضرت علی کے لشکر کی طرف گئے۔ اور ان کی فوج کے اندر داخل ہو کر اور ہر طرف پھر کر واپس آگئے۔ حضرت علی نے ان کو آتے دیکھ کر پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے چنانچہ کسی نے ان کا مقابلہ نہ کیا۔ واپس جا کر انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ میں اگر ڈرتا تو تنہا حضرت علی کے لشکر میں اس طرح نہ جاتا بات صرف یہ ہے۔ کہ میں نے حضرت علی کے سامنے قسم کھائی ہے کہ اب میں ان کا مقابلہ نہیں کروں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا۔ کہ آپ قسم کا کفارہ دیدیں۔ انہوں نے کہا کہ کفارہ کا سوال ہی نہیں۔ میں نے حضرت علی رضؓ کے لشکر میں عمار کو دیکھا ہے۔ اور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

غرض جنگ کے خیالات دونوں فریق نے اپنے دلوں سے نکال ڈالے نتیجہ یہ ہُوا کہ صلح کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ اور آخر تیسرے دن شام کے وقت تمام شرائط مکمل ہو گئیں۔ اور قرار پایا کہ کل صبح صلحنامہ لکھا جائے۔ اور اس پر فریقین کے دستخط ہو جائیں۔ یہ بات بتائی جا چکی ہے۔ کہ دونوں لشکروں کو میدان جنگ میں ڈیرے ڈالے تین دن گزر چکے تھے۔ اس دوران میں عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں کو اپنے شرارت آمیز ارادے پورے کرنے کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ اب جب ان کو یہ معلوم ہُوا۔ کہ صبح صلحنامہ لکھا جائے گا۔ تو وُہ بہت فکر مند ہُوئے۔ اور وُہ رات بھر کئی قسم کے منصوبے سوچتے رہے۔ تاکہ کسی طرح صلح نہ ہو۔ اور مسلمانوں میں سر پھٹول ہو جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کی

عفو و درگزر کے متعلق قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشادات

عفو کے معنی

عفو کے معنی مٹانے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں عفا اللہ عنہ محاعنہ ذنوبہٖ یعنی خداتعالےٰ اس کے گناہ اور غلطیاں معاف کرے۔ خداتعالےٰ کی طرف اگر اس لفظ کی نسبت کریں۔ تو اس کے معنی خطا اور کمزوری اور گناہ وغیرہ کا معاف کرنا مراد ہوتا ہے۔ اور جب انسان کی طرف نسبت کریں تو اس کے معنی درگزر کرنے اور سزا کے ترک کرنے کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں عفاعنہ و لہ ذنبہ وعفا عن ذنبہ صفح عنہ وترک عقوبتہ۔ اس سے درگزر کیا۔ اور اس کی سزا ترک کر دی۔

قرآنی ارشادات

عفو اوصافِ حمیدہ میں سے ایک بہت بڑا وصف اور اخلاقِ فاضلہ میں سے ایک خاص خلق ہے۔ اللہ تعالےٰ جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے عفو سے کام لیتا۔ اور اپنے بندوں کو اس کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفو عن السیئات (شوریٰ رکوع ۲) یعنی اللہ تعالےٰ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور بُرائیاں معاف فرماتا ہے۔ پھر فرمایا وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر (شوریٰ ع ۴) جو مصیبت تم کو پہونچتی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی ہے۔ اور بہت سی غلطیاں وہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر اپنے بندوں کو دعا سکھلاتا ہے واعف عنا واغفر لنا (بقرہ آخری) اے خدا ہمیں معاف فرما اور ہمیں بخش دے اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین (اعراف ع ۲۴) یعنی عفو کو لازم پکڑ اور نیکی کا حکم دے۔ اور جاہلوں سے اعراض کر۔ پھر فرماتا ہے ولا تزال تطلع علیٰ خائنۃ منھم الا قلیلا منھم فاعف عنھم واصفح (مائدہ ع ۳) یعنی تو ان (یہود) کی خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا۔ پس تو ان کو معاف کر اور درگزر کر نیز تمام مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ فاعفوا واصفحوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہٖ (بقرہ ع ۱۳) یعنی تو انہیں معاف کر اور درگزر۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنے امر کو لے آئے پھر فرماتا ہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (نور ع ۱۳) یعنی چاہیئے۔ کہ مومن اپنے بھائیوں کو معاف کریں۔ اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ تمہیں بخش دے۔

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ

پس عفو اخلاقِ فاضلہ میں سے ایک ایسا خلق ہے۔ جو ہر مومن میں پایا جانا ضروری ہے۔ سیدنا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق روایت ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط وما قال لشیءٍ صنعتہ لم صنعتہ ولا لشیءٍ ترکتہ لم ترکتہ (ترمذی جلد ۲ ابواب البر والصلۃ) یعنی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے کبھی (کسی کام پر) اف نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی کام پر جس کو میں نے کیا ہو یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا۔ اور نہ کسی کام پر جس کو میں نے چھوڑا ہو۔ یہ فرمایا کہ تو نے کیوں چھوڑا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو فرمایا لم یکن فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا بالاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح (ترمذی جلد ۲ ابواب البر والصلۃ) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ عادۃً فحش کلامی کرنے والے تھے۔ اور نہ تکلف سے فحش کلامی کرنے والے۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔ نہ آپ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے تھے۔ بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔ خود اللہ تعالےٰ قرآن میں آپ کی نسبت اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفوا عن کثیر (مائدہ ع ۳) یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا۔ جو تمہارے لئے بہت سی باتیں کتاب سے بیان کرتا ہے۔ جن کو تم چھپاتے تھے۔ اور بہت باتیں وہ معاف کرتا ہے۔

فتح مکہ کا واقعہ

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اس واقعہ پر نظر ڈالی جائے۔ جو فتح مکہ کے وقت ظہور پذیر ہوا۔ تو آپ کا کامل نمونہ دیکھ کر فوراً زبان سے یہ دعا نکلتی ہے اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید اور خداتعالےٰ کے اس قول کی صداقت روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے۔ کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔

آپ دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ لوگوں کے لئے رحمت کا پیغام لاتے ہیں۔ مگر دشمن آپ سے دشمنی کرتا۔ آپ کو تکالیف دیتا۔ اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تیرہ سال تک نہایت دردناک طریقوں سے ایذا پہونچاتا ہے۔ آپ کے ذرائعِ معاش بند کئے جاتے ہیں۔ آپ کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ آپ کے صحابہ میں سے بعض کو قتل کیا جاتا ہے۔ بعض کو تپتی ریت پر گھسیٹا جاتا ہے۔ اور بعض کی آنکھیں نکال دی جاتی ہیں۔ پھر آپ کے قتل کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ گھر کا محاصرہ کیا جاتا ہے۔ اور ہجرت کرنے پر آپ کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ پھر مدینہ جا کر آپ سے لڑائیاں کی جاتی ہیں۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ کو نہایت بے دردی سے شہید کر کے ان کا مثلہ کیا جاتا ہے۔ اور ان کا کلیجہ درندوں کی طرح کھایا جاتا ہے۔ مگر جس وقت آپ مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ دشمن خائف و ترساں تھا۔ کہ اب ہماری خیر نہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں۔ بتاؤ آج تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں یا رسول اللہ ہم سے وہی معاملہ کیا جائے جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے تمام مظالم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کی تمام خطاؤں اور گناہوں اور جرموں کو معاف کرتے ہوئے فرمایا اذھبوا فانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔ یعنی جاؤ تم آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں اللہ تعالےٰ تمہیں بخشے۔

اللہ اکبر! العفو عند المقدرۃ کا یہ کیا ہی خوشکن نظارہ ہے۔ اللہ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا عفو کے متعلق یہ ایسا شاندار نمونہ ہے جس کی نظیر نہ قرونِ اولیٰ میں ملی۔ اور نہ اب مل سکتی ہے اور نہ قیامت تک مل سکے گی۔

عفو برمحل ہونا چاہیئے

اس بیان سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر بات میں عفو سے کام لیتے تھے۔ کیونکہ ہر کام میں عفو سے کام لینا خلقِ حسن نہیں ہے۔ اور نہ ہی نیکی ہے۔ ہاں جب موقعہ عفو کا ہو تو عفو کرنا۔ اور جب موقعہ انتقام لینے کا ہو تو انتقام لینا یا سزا دینا نیکی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علیٰ اللہ (شوریٰ رکوع ۴) کہ بدی کا بدلہ بدی ہے۔ یعنی ویسا ہی انتقام۔ پس جو معاف کرے۔ اور اصلاح کرے۔ اس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ انتقام اور عفو میں اصلاح کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جو شخص انتقام لیتا ہے۔ یہ اس کا حق ہے۔ اور اگر عفو کرتا ہے۔ ایسا عفو جو اصلاح کا باعث ہو۔ تو اس کا اجر اللہ تعالےٰ دے گا۔ مو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر موقعہ پر عفو نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ اپنے معاملات میں بے شک آپ فرماتے تھے۔ مگر شریعت میں اگر کسی قسم کی رخنہ اندازی کی جاتی تو آپ ہرگز معاف نہ فرماتے۔ چنانچہ ایک قریشی عورت نے ایک دفعہ چوری کی۔ تو معزز گھرانے کی وجہ سے لوگوں نے اسامہ بن زید کے ذریعے اس کی سفارش کرائی۔ کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو فرمایا ان بنی اسرائیل اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ و اذا سرق فیھم الضعیف قطعوہ لو کانت فاطمۃ لقطعت یدھا (بخاری جلد دوم کتاب المناقب) کہ بنی اسرائیل میں جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا۔ تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی ضعیف اور غریب آدمی چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ اگر فاطمہ میری بیٹی بھی چوری کرتی۔ تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ آخر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف نہ فرمایا۔ کیونکہ اس موقعہ پر معاف کرنا گویا شریعت کو توڑنا تھا۔

مومن عفو کرتا ہے

اسی طرح اللہ تعالےٰ مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (آل عمران ع) یعنے مومن وہ ہیں جو خوشی اور دکھ دونوں حالتوں میں (اپنے اموال کو) خرچ کرتے ہیں اور اپنے غصے کو دباتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔

غرض مومن کے اندر صفت عفو کا پایا جانا نہایت ضروری ہے کیونکہ عفو ایک حیات ہے۔ اور مومن حیات کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ عفو الملوک ابقاء للملک کہ بادشاہوں کا عفو ملک کو بقا دیتا ہے۔ اگر وہ انتقام کو ہی مدنظر رکھیں۔ تو ان کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اور ان کی حکومت ٹوٹ جائے پس کیا ہی مبارک ہیں وہ لوگ جو تخلقوا باخلاق اللہ کے مطابق عفو اور درگزر کو اپنے کاموں میں مدنظر رکھتے ہیں۔ کیونکہ مگر خدا تعالےٰ قیامت کے دن ان سے درگزر فرمائے گا۔ اور ان کے گناہوں کو بخشے گا۔ خاکسار۔ صدرالدین مولوی فاضل

علم اکسیر اور کیمیا کا روشن پہلو

(۶)

قرآن کریم میں آیت وسخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعاً منہ (جاثیہ) کے رو سے انسانی فطرت کے لئے انسانی فوائد کے لحاظ سے عالم موجودات کو خدا تعالےٰ کی فیاض ہستی نے علم اور عمل کی ترقیات کا کھلا میدان پیش کر دیا ہے۔ اور آیت و یتفکرون فی خلق السموات والارض کے رو سے قوت فکریہ کو اور قل رب زدنی علماً کے رو سے دعا کو علم اور عمل کی مثمر اور بابرکت ترقی کے لئے کلید اسرار قرار دیا ہے اور اس نظریہ کے قائم کرنے سے کہ فرش سے لے کر عرش تک اور تحت الثریٰ سے لے کر رفعت ثریا تک انسان کے لئے فوائد کی وسعت ہے۔ انسان کی ہمت کو اس عجیب نظریہ سے کتنا بڑا بلند کر دیا گیا ہے۔ کہ جس سے موجودات عالم خادم اور انسانی اور انسان مخدوم العالمین قرار دیا گیا۔ اور ظاہری باطنی علوم۔ اور روحانی تصرفات کے ذریعے انسان کا دست قدرت کشادگی سے اس قدر طویل اور عریض بنایا گیا کہ خدا کی مظہریت کے لباس سے ملبوس ہو کر یہ انسان ہر ظاہر سے ظاہر مقام پر بھی متصرف ہے۔ اور ہر باطنی سے باطنی مقام پر بھی اس کا ایک ہاتھ اگر ازل کی طرف لمبا ہے۔ تو دوسرا ہاتھ ابد کی طرف۔ اور مادی قوتوں کے دست تصرف کے بالمقابل روحانی قوتوں کا دست تصرف ہر طرح سے زیادہ قوی اور موثر ہے۔ پس دنیا کی کیمسٹری کے ہر باب کی مفتاح دراصل انسان کامل ہے۔ جو کنت کنزاً مخفیاً کے ازلی اسرار کو ابد تک منکشف کرنے والا اور عالم موجودات کے اندر اپنی شان مظہریت حقہ کے اعجاز نما دست قدرت سے ایک اور عالم موجودات بنا کر دکھانے والا ہے۔ اور سائنس کے تمام راز اور کیمیاوی اعمال کا سارا نقشہ آج جس نے دیکھنا ہو خدا کے نبی جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت احمد قادیانی کے معجزانہ سوانح حیات کے اندر دیکھے۔ کہ تمام کیمسٹری کی شاخیں جو عالم کون و فساد میں تحلیل اور ترکیب کے معنوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور تمام انکشافات جو ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں وہ اسی جان جہاں کے طفیل ہیں

از برائے کاملے عالم نشان
از برائے خالق آدم نشاں
مرد کامل کیمیا اکسیر ہست
زر کند مس را کہ پُر تاثیر ہست
گر شوی خاکے درِ آں پاک را
یابی از حق رفعت افلاک را

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الفاظ اکسیر۔ اکسیر احمر۔ اور کبریت احمر جو استعمال فرمائے ہیں وہ ماقبل اور مابعد کے فقرات کے قرائن سے تشبیہات اور استعارات کے معنوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً حضور کا یہ فرمانا کہ

ایں خاک تیرہ را تو خود اکسیر کردہ
بود آں جمال تو کہ بمود این قسم

اس کلام منظوم میں اللہ تعالےٰ کے حسن و جمال کو اکسیر ساز کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے مقابل اپنے متعلق خاک تیرہ فرمایا۔ جو بالصراحت استعارہ کے طور پر استعمال کی صورت ہے ایسا ہی یہ کلام منظوم کہ

ہزار جہد کنی زر نگردد ایں مس نفس
مگر بدوستی مستاں کہ کیمیا باشد

اس میں بھی استعارہ کے طور پر نفس کو مس اور اہل اللہ کی دوستی کو کیمیا قرار دیا ہے۔ اور اس سے استفادہ کو مس کی حالت ترقی جو زر کی صورت میں ہو سکے اس سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ورنہ انسانی نفس جو عقائد فاسدہ اور اخلاق سیئہ اور اعمال قبیحہ سے ناقص ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں مس تو نہیں۔ ہاں جیسے کہ زر کی اعلےٰ حیثیت کے بالمقابل مس ادنیٰ ہے۔ اسی طرح ناقص الحال کامل ہونے سے پہلے مس کی طرح ادنیٰ اور ناقص ہوتا ہے اور پھر کامل ہو کر زر کی حالت کے مشابہ اعلےٰ حیثیت میں پایا جاتا ہے اسی طرح کا کلام منظوم ذیل کا ہے یعنے

لعل یمن بھی دیکھے دُرِ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں چھپا یہی ہے
انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

اس کلام میں پہلا شعر بھی استعارہ کے طور پر ہے۔ دوسرا شعر بھی استعارہ کے طور پر پایا جاتا ہے۔ پہلے شعر میں دین اسلام کو بطور استعارہ قیمتی جوہر قرار دے کر اسے لعل یمن اور دُرِ عدن پر ترجیح اور افضلیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور دوسرے شعر میں اسے بطور استعارہ کیمیا قرار دے کر اس کی برکات کو سونا ٹھہرایا ہے جس کا انکار باعث حسرت و افسوس بیان فرمایا۔ اور حضرت سید عبداللطیف صاحب کو اکسیر احمر انہی معنوں میں قرار دیا۔ کہ آپ کا نافع وجود ہزارہا کے لئے باعث ہدایت ہوا۔ اور ہزارہا کو آپ سے برکت نصیب ہوئی۔ اور امام الزمان کو بھی کبریت احمر اکسیر ہی کے معنوں میں بطور استعارہ ذکر فرمایا ہے۔ اور کیمیا کا اصل کبریت احمر کو ہی تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ تذکرۃ اولوالالباب میں جہاں پہلے حصہ میں مفردات کے خواص لکھے ہیں۔ کبریت کی نسبت شیخ داؤد انطاکی حسب ذیل عبارت مرقوم فرماتے ہیں۔ ھو الاصل فی تولید المعادن والذکر فی النتاج لانہ الحار وھو عبارۃ عن بخار تشبث بالدھنیۃ وعقدہ الحر ویخرج فی بعض الاماکن عیوناً حارۃ فیطبخ وھو احمر ھو ارفعھا لوجد فی معادن الذھب والیاقوت ونحوھا وقیل بالصناعۃ لو یتخذ یعنے کبریت تولید معادن یعنی فلزات کی پیدائش میں بطور اصل کے ہے۔ اور سیماب کے بالمقابل نر۔ دیگر معنوں میں کبریت کو مذکر اور سیماب کو مؤنث قرار

دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ کبریت اصل الحار اور سیماب اصل البارد ہے۔ اور تزدیج کا یہ مطلب ہے کہ گویا تمام فلزات کی تولید کے لئے یہ دونوں اصل الحار اصل البارد یعنی کبریت اور سیماب بطور ابوین کے ہیں۔ جنکی تزدیج کے نتیجہ میں سب معدنیات بطور مولود کے تکوّن حاصل کرتی ہیں۔ پس جنکا نضج طبعی بحالت اعتدال وکمال وقوع میں آتا ہے تو اعلیٰ درجہ کی صورت میں زر بنتا ہے۔ اور اوسط درجہ میں سیم اور ادنیٰ درجہ میں دوسری فلزات ناقصہ جو سیماب کے نضج غیر تام کے سبب سے مرتبۂ اعتدال وکمال تک نہیں پہنچتیں البتہ اسباب تعدیل سے وہ بھی درجہ کمال تک پہنچ سکتی ہیں۔ جن اسباب سے کبریت احمر یا اس کا روغن اکسیری سمجھا گیا ہے۔ اور کبریت کا تکوّن اپنی اصل ماہیت کے لحاظ سے ایسا بخار ہے۔ جس کا دھنیّت سے بطور لازم وملزوم تعلق پایا جاتا ہے۔ اور اس بخار کے عقد اور انجماد کا باعث حرارت اور گرمی ہے۔ اور اس کے بعض مقامات میں گرم چشمے نکلتے ہیں۔ اور پھر وہاں طبخ سے وہ کبریت احمر بن جاتی ہے۔ اور اس کبریت احمر یعنی سُرخ گندھک کا مرتبہ سب قسم کی کبریتوں سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اور ایسی کبریت جو سُرخ ہوتی ہے۔ یہ سونے اور یاقوت کی کانوں میں پائی جاتی ہے یا ایسا ہی بعض اور اسطرح کی کانوں میں سے ملتی ہے۔ اور یہی وہ کبریت احمر ہے۔ جسے صنعت اکسیر اور اعمال کیمیا میں لیا جا سکتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امام الزمان کی نسبت کبریت احمر کا لفظ استعمال فرمانا بطور استعارہ ہی ہے۔ جسکی برکات وسعہ اور افاضات فوائد عظیمہ میں مشتمل ہونے سے اسے کبریت احمر سے تشبیہ دی گئی۔ اور ایسی ہی ہستیوں کی نسبت بغرض استغاثہ کہا گیا ہے ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

پس ایسے الفاظ قانون قدرت کی صنعت کے نتیجہ میں بطور حقیقت واصل بھی ہیں اور علمی زبان میں انکا استعمال بطور استعارہ اور تشبیہ بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خاکسار ابوالبرکات غلام رسول راجیکی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(کے متعلق)

امیر غیر مبایعین کے سابقہ خیالات

جناب مولوی محمد علی صاحب کی طبیعت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ آپ اپنے خیالات اور عقائد کو بدلتے رہتے ہیں۔ آپکی تحریرات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کے خیالات اور عقائد میں عام طور پر تبدیلی آتی رہتی ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خدا تعالےٰ کا نبی اور رسول یقین کرتے تھے۔ اور اس کے متعلق مضامین تحریر کیا کرتے تھے۔ لیکن آج آپ اس سے کلی طور پر انکار کرتے ہیں۔ اور پہلے عقیدہ کو ترک کرکے یہ دعوےٰ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نبی نہیں تھے۔ بلکہ محض ایک مجدد اور محدث تھے۔ اور باوجودیکہ جناب مولوی صاحب نے بیسیوں دفعہ اپنی تحریرات میں آپ کو نبی لکھا اور عدالت میں ایک حلفی شہادت میں بھی یہ اقرار کیا تھا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا نبوت کا دعوئی ہے۔ مگر ان سب باتوں کو ترک کرکے آج آپ اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نبی نہیں تھے۔

اسی طرح ۱۹۱۴ء سے قبل جناب مولوی صاحب کا یہ عقیدہ اور یقین تھا۔ کہ جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوُا۔ اور حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلعتِ خلافت سے نوازا۔ تو مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اکابر غیر مبایعین نے اسوقت نہ صرف یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بیعت کی بلکہ دوسرے احمدیوں کو بھی بیعت خلافت کی تاکید کی۔ اور اس کے متعلق متعدد اعلانات کے ذریعہ نظام خلافت کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہوئے لکھا۔ کہ خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت اور تحریرات کے عین مطابق ہے۔ اور جملہ احمدیوں کو اس نظام کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ لیکن چند سال ہی گذرے تھے۔ کہ جناب مولوی صاحب کے اس عقیدہ میں بھی تنزلزل واقعہ ہوگیا۔ اور اپنی سابقہ تحریروں اور اعلانات کو یکسر فراموش کرتے ہوئے آپ اس خیال پر بھی قائم نہ رہے۔ اور جماعت احمدیہ میں خلافت کے وجود سے انکار کر دیا۔

اسی طرح پہلے زمانہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق جناب مولوی صاحب کے خیالات بڑے پاکیزہ تھے۔ اور آپ یقین رکھتے تھے۔ کہ حضرت امیر المومنین کا وجود مبارک امام بننے کے ہر طرح اہل ہے۔ اور آپ نیک صاحب عفت اور پاکیزہ اور نورانی صفت ہیں۔ مگر آج آپکے ان خیالات میں بھی تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔ اور یہ تبدیلی اتنی بڑی ہے۔ کہ آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو اسلام کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی ذاتِ اقدس کے متعلق جناب مولوی صاحب کا دل حسد بغض تعصب اور عداوت سے اسقدر لبریز ہے۔ کہ انہوں نے اپنے خطبات مضامین اور تحریریں قریبًا اس بات کے لئے وقف کی ہوئی ہیں۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مخالفت کریں۔ چنانچہ ذیل میں مَیں جناب مولوی صاحب کی بعض ایسی تحریریں درج کرتا ہوں۔ جن سے یہ بات نمایاں طور پر معلوم ہوگی۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق مولوی صاحب کے سابقہ خیالات کیا تھے۔ اور اب کیا ہیں۔

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ۱۹۰۶ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ایک مضمون رقم فرمایا۔ اس پر ریویو کرتے ہوئے جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا:-

"وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افتراء ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اسکا اثر تو چاہیئے تھا کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جسکی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص۳)

(۲) ۱۹۱۴ء میں جب مولوی صاحب نظام خلافت کے مخالف ہو گئے۔ تو شروع شروع میں لوگوں پر اس بات کا اظہار کرتے تھے۔ کہ آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہر طرح عزت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مضمون میں لکھا:-

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں۔ وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں۔ اگر میں ان کی عزت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمک حرامی ہوگی۔"

(پیغام صلح ۳/۱۴ ۲۴)

(۳) "مَیں جگر گوشہ رسول (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی) پر تیر پھینکنے والا نہیں ہوں۔"

(پیغام صلح ۴/۱۴ ۲)

اس عبارت میں "رسول" کا لفظ استعمال کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل منصب کا اظہار بھی کر دیا گیا ہے۔ کہ آپ نبی اور رسول تھے۔

(۴) "آپ دیکھیں گے۔ کہ ہم سے مسیح موعودؑ کے خاندان کے متعلق کوئی ایسی بات نہ نکلیگی جو خلاف حق ہو۔ یا اس میں کوئی سوء ادبی ہو۔"

(پیغام صلح ۳/۱۴ ۳۱)

(۵) اخبار پیغام صلح میں غیر مبایعین کی طرف سے ایک اعلان ہوُا۔ جو یہ تھا:-

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ) کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجاء اور ماویٰ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید" (پیغام صلح ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر غیر مبایعین ۱۹۱۴ء تک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق کیسے پاکیزہ خیالات رکھتے تھے۔ آپ کو اپنا بزرگ۔ ملجاء وماویٰ یقین کرتے تھے۔ اور جناب مولوی صاحب یہ دعوئی کرتے تھے۔ کہ وہ "جگر گوشہ رسول پر تیر پھینکنے والے نہیں" نہیں گے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سوء ادبی اور آپ کی عزت کو ملحوظ نہ رکھنا اُن کے نزدیک "نمک حرامی" کے مترادف تھا۔ مگر افسوس! صد افسوس!! کہ بعد کے واقعات نے جناب مولوی صاحب کے اس دعوئی کو سچا

ثابت نہیں کیا۔ اور آپ اپنے دیگر عقائد و خیالات کی طرح اس عہد پر بھی قائم نہ رہے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق نہایت نازیبا الفاظ بارہا استعمال کئے۔ چنانچہ اس کے متعلق چند اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔
"قادیانی خلافت "اسلامی خلافت" نہیں۔ یہ عیسائیوں۔ یہودیوں اور آج کل کے گدی نشین پیروں کی نقل ہے۔ قادیانی خلیفہ مثل پوپ ہونے کا مدعی ہے۔" (پیغام صلح ۹/۳۷ ۱۷)

(۲) اخبار پیغام صلح کے ایک مضمون میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ یزید کے ساتھ مشابہت دی۔ اور لکھا۔" یزید کی طرح اندھی اور غیر مشروط اطاعت کا طالب کون ہے۔ یزید کی طرح الٹے سیدھے دعوے کون کر رہا ہے۔" (پیغام صلح ۹/۳۷ ۱۷)

گذشتہ ہی سال مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھا۔ "اسے اپنے حواس پر قابو نہیں۔" "خلیفہ صاحب بھیگی بلّی بنے بیٹھے ہیں۔" "گندگی پر منہ مارنے کے سوا اور کچھ نہیں۔"

یہ چند الفاظ پیش کئے ہیں ان سے اندازہ .... لگایا جاسکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو کہاں تک اپنے عہد کا پاس ہے۔ خاکسار محمد عبد اللہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۷ جون - برطانیہ کے وزیر زراعت نے اعلان میں کسانوں کو انتباہ کیا ہے - کہ اپنی فصلوں کے بچاؤ کا انتظام کر لیں - کیونکہ موسم سرما تک جرمن حملہ کے بھاری امکانات ہیں - اور دشمن ہمارے ملک کی فصلوں کو تباہ کرنے کی پوری کوشش کرے گا

واشنگٹن ۱۷ جون - امریکہ کے وزیر جنگ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ موجودہ جنگ ابھی بہت طول پکڑے گی - اور غالباً چار سال تک جاری رہے گی

قاہرہ ۱۷ جون - برطانی فوجوں نے لیبیا میں پھر جنگ کو تیز کر دیا ہے اور وہ اچانک حملہ کر کے فورٹ کپٹسو کے قریب پہونچ گئی ہیں - طبروق میں دشمن کو کمک پہونچ گئی ہے - مگر بہت سے جوابی حملوں کو پسپا کر دیا گیا ہے

شملہ ۱۷ جون - حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ ریزرو بنک آف انڈیا کی وساطت سے ایک روپیہ والے نئے نوٹ جاری کئے گئے ہیں - جن پر کنگ جارج ششم کی تصویر ہو گی - طول وعرض ۴/۳×۲ ۱/۲ ہے - یعنے پرانے نوٹوں سے قدرے بڑے -

لاہور ۱۷ جون - ریاست لوہارو میں آریہ سماج کے خلاف انسداد شرانگیزی کے لئے ضابطہ کی کارروائی کی گئی تھی اب آریہ پرتی ندھی سبھا نے ریاست کو الٹی میٹم دیا ہے - کہ آریہ سماج کے پرچار پر کوئی پابندی باقی نہ رہے بلکہ اس کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں اگر مطالبہ سات روز کے اندر منظور نہ کیا گیا، تو سبھا جو کارروائی مناسب سمجھے گی کرے گی -

لاہور ۱۷ جون - سر چھوٹو رام صاحب نے اعلان کیا ہے - کہ گورنمنٹ قانون امداد مقروضین میں ایسی ترمیم کرنے والی ہے - جس کے رو سے ڈگریاں بھی اس قانون کے ماتحت قرضہ منصور کی جائیں گی - اگر ترمیم منظور ہو گئی تو دیوانی عدالت کی ڈگریوں پر بھی مصالحتی بورڈوں کو اختیار حاصل ہو جائے گا -

لائلپور ۱۶ جون - گندم دڑہ ۳/۵/۶ لعل ۵۹۱ ۳/۶/۶ نخود ۳/۰/۳ - ۳/۰/۱ فی تولہ سونا ۴/۳/۴۳ چاندی ۰/۶/۶۳ - پونڈ ۱/۸/۲۸ لائلپور میں بنولہ دڑہ ۹/۳/۲ دیسی ۹/۳/۲ توریہ ۴/۳/۰ - گڑ ۲/۴/۲ - شکر ۳/۲/۱ - روئی دیسی ۱۰/۸/۰ -

قاہرہ ۱۸ جون - مشرقی ریگستان میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے - گرمی کی شدت کی وجہ سے پیدل فوجوں کا آنا جانا تو مشکل ہے - اس لئے زیادہ تر لڑائی ہتھیار بند گاڑیوں میں ہو رہی ہے برلن کی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے تسلیم کیا ہے - کہ برطانی فوجوں کو یہاں کچھ اور کمک پہونچ گئی ہے - چنانچہ کل پھر سولم پر حملہ کر دیا گیا - اور دن بھر سخت لڑائی ہوتی رہی - اتوار کی صبح کو ایک برطانی اور ہندوستانی رجمنٹ نے چاروں طرف سے بڑھنا شروع کیا - اور مل کر حملہ کیا - ہتھیار بند گاڑیوں کا ایک دستہ چکر کاٹ کر سولم کے مشرق میں جا پہنچا - تا پیچھے سے حملہ کر سکے - انگریزی بیڑا لیبیا اور شام میں برابر اپنی فوجوں کو مدد دے رہا ہے -

قاہرہ ۱۸ جون - یروشلم کی خبروں سے پایا جاتا ہے - کہ اتحادی فوجیں دمشق کے اور قریب ہو گئی ہیں - اور کسوی کے شمال اور شمال مغرب میں اونچے اونچے ٹیلوں پر قبضہ کر لیا ہے - سمندری کنارے کے علاقہ میں بڑھنے والی فوج چار میل اور بڑھ گئی ہے - اور گشتی دستے اب بیروت سے صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہیں

لنڈن ۱۸ جون - رائل ایئر فورس نے کل رات پھر مشرقی جرمنی پر حملے کئے کولون اور ڈسلڈ لف کو بالخصوص نشانہ بنایا گیا - جرمن ایجنسی نے مان لیا ہے کہ دھماکے سے پھٹنے والے اور آتش افروز بم پھینکے گئے - برطانیہ پر دشمن کے جہازوں نے معمولی سرگرمی دکھائی - حملہ کا زور مغربی کنارے پر رہا - اور ایک جگہ کچھ بم گرائے گئے جس سے کچھ نقصان بھی ہوا -

قاہرہ ۱۸ جون - سائپرس سے جو شہری جانا چاہتے تھے وہ جا چکے ہیں

ٹوکیو ۱۸ جون - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ جاپانی گورنمنٹ نے اپنے تجارتی وفد کو واپس بلا لیا ہے - جو ڈچ ایسٹ انڈیز میں گفت وشنید کر رہا تھا

واشنگٹن ۱۸ جون - گذشتہ شب سرحدی گشتی دستے اور کسٹم آفیسر ملک کو پہرہ دیتے رہے - تا امریکہ میں جو تین لاکھ تیس ہزار جرمن موجود ہیں - ان میں سے کوئی باہر نہ جا سکے - ان پر پابندی کی وجہ یہ ہے - کہ اس طرح میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں جرمنوں کے آنے جانے میں روکاوٹ پیدا کرنے کا موقعہ مل سکے گا - اور نگرانی کی جا سکے گی -

لنڈن ۱۸ جون - مصر کی سرحد پر تین روز سے جو گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے ابھی کہا نہیں جا سکتا - کہ اس میں کس کا پلہ بھاری ہے - ہمارے ہوائی جہازوں نے بن غازی اور دوسرے مقامات پر بھی زنانے کے حملے کئے -

لنڈن ۱۸ جون - ابی سینیا میں عدیس ابابا سے دور مشرق میں ہماری فوجوں کی دشمن کی بچی کھچی فوجوں سے جھڑپیں ہو رہی ہیں

لنڈن ۱۸ جون - مساوا سر ہونے کے بعد سے امریکہ سامان جنگ بحیرہ احمر کے رستہ افریقہ بھیج رہا ہے - اب اس نے فیصلہ کیا ہے - کہ بمبار ہوائی جہاز رستہ سیدھے افریقہ بھیجے جائیں - برطانی وزارت نے اعلان کیا ہے - کہ لیبیا میں ہمارا ہوائی بیڑا پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہے - اور اب امریکہ کا فیصلہ اس کے لئے مزید تقویت کا موجب ہو گا

قاہرہ ۱۸ جون - شام میں اتحادی فوجیں اب دمشق سے صرف تین میل دور رہ گئی ہیں - اور شہر کے مشرق میں مورچے سنبھال لئے ہیں - وشی کی فوجیں کوشش کر رہی ہیں - کہ کمک اور رسد کے رستوں پر قبضہ کر لیں - مگر کامیاب نہیں ہو سکیں - نو آبادیوں کی فوجیں بہت جم کر لڑ رہی ہیں - مگر سینکڑوں سپاہی بھاگ کر ہمارے ساتھ مل چکے ہیں - مغربی اور وسطی علاقہ میں لڑائی سخت ہو رہی ہے - اور اس کے متعلق ابھی کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی -

انقرہ ۱۸ جون - برطانیہ کے ترکش سفیر نے آج ترکی کے وزیر خارجہ سے دوبار ملاقات کی -

لنڈن ۱۸ جون - خلیج ڈوور اور فرانسیسی کنارے کے پاس ہمارے ہوائی جہازوں نے دشمن کے تیرہ ہوائی جہاز گرائے

لنڈن ۱۸ جون - ڈبلن پر پچھلے دنوں جو بم باری ہوئی تھی - اس کے متعلق آئرش گورنمنٹ نے جرمنی سے پروٹسٹ کیا تھا - مگر نازی گورنمنٹ نے ماننے سے انکار کر دیا ہے - کہ یہ حملہ جرمن ہوائی جہازوں نے کیا تھا اور کہا ہے - کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں

لنڈن ۱۸ جون - امریکہ نے جرمنی اور اٹلی کے جس سرمایہ پر قبضہ کیا ہے - وہ پانچ کروڑ پونڈ ہے - ان دونوں نے اعلان کیا ہے - کہ وہ اس کے جواب میں امریکہ کے جس سرمایہ پر قبضہ کر رہی ہیں - وہ اس سے زیادہ ہے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سرمایہ پہلے ہی ضبط شدہ تھا - کیونکہ جرمنی اور اٹلی سے کسی غیر ملکی کو کوئی روپیہ باہر بھیجنے یا ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں تھی - اس وجہ سے حکومت امریکہ کو کوئی نیا نقصان نہیں ہوا -

چندر نگر ۱۸ جون - آج یہاں آزاد فرانس کی تحریک کی پہلی سالگرہ منائی گئی - فرانسیسی گورنر نے تقریر کی - اور فرانسیسیوں نے قسم کھائی - کہ وہ آخر دم تک ظلم کے مقابلہ میں لڑتے رہیں گے -

بمبئی ۱۸ جون - آج یہاں فرقہ وار فساد شروع ہو گیا - خنجرا گھونپے جانے سے تین موتیں ہو گئیں